

حضرت ابوبکر کے سرکاری خطوط

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق - استاذ ادبیات عربی - دہلی یونیورسٹی)

(۴)

عکرمہ بن ابی جہل کے نام

۱۳۶

مذکورہ بالا خط پڑھ کر اشعث نے ایلیچی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ہم نے ابو قحافہ کے لڑکے کو خلیفہ ماننے میں ذرا دیر کی تو ہمیں کافر سمجھ لیا اور زیاد بن لبید کو حکم دیا کہ میرے چچا زاد بھائیوں (یعنی دوسرے کندی رئیسوں کو) جو مسلمان ہیں کفر کی تہمت میں گردن مار دے۔ ایلیچی نے جس کا نام نسخ التواریخ میں مسلم بن عبد اللہ بتایا گیا ہے، اشعث کی تردید کرتے ہوئے کہا: جب ہاجر والنصار نے باتفاق رائے ابوبکر کو خلیفہ مان لیا اور پھر بھی تمہارے چچا زاد بھائیوں نے اُن کو خلیفہ نہیں مانا، تو بلاشبہ وہ کافر ہو گئے۔ ابھی مسلم نے بات ختم بھی نہ کی تھی کہ بنو مرہ (کندی قبیلہ) کے ایک جوان نے جو اشعث کا چچا زاد بھائی تھا طیش میں آ کر ایلیچی کے ایسی تلوار ماری کہ اس کا کام تمام ہو گیا۔ اشعث نے اس شخص کو شاباشی دی اور کہا تم نے بہت اچھا جواب دیا۔ یہ فعل بہت سے دوسرے کندی لیڈروں کو سخت ناگوار ہوا۔ ابوبکر کے خط نے صلح کا دروازہ کھول دیا تھا جس کے وہ دل سے خواہاں تھے، ایلیچی کے قتل نے اس کو پھر سبک کر دیا۔ کئی لیڈروں نے کھڑے ہو کر اشعث کے طرز عمل اور ایلیچی کے قتل کی سخت مذمت کی۔ اور اپنے اپنے ماتحت قبیلوں کے ساتھ اشعث سے الگ ہو گئے۔ اشعث کے پاس صرف دو ہزار جوان رہ گئے جو ان کے خاندانی لوگ تھے۔ اپنے حریف کو کمزور پا کر ہاجر ترمیم کے قلعہ سے باہر

نکلے اور رقص نامی دریا کے کنارے اشعث سے رزم آرا ہوئے۔ اشعث نے بڑی سوجھ بوجھ سے جنگ کی، ان کے ہاتھ سے ہاجر بن امیہ کے سر میں ایک کاری زخم لگا جس کے زیر اثر وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے، مسلمان فوجیں پیچھے ہٹ گئیں، بڑی سخت لڑائی ہوئی، کشتوں کے پشتے لگ گئے، مقابلہ کی تاب نہ لا کر اسلامی فوجیں بھاگ پڑیں، اشعث نے ان کا تعاقب کیا، بہت سے مسلمان فرار کی حالت میں مارے گئے، جو بچے وہ قلعہ میں گھس گئے، زیاد بن لبید نے اپنی شکست اور دوبارہ ترمیم میں محصور ہونے کا حال خلیفہ کو لکھا تو انھوں نے عکرمہ کو یہ مراسلہ بھیجا۔

”واضح ہو کہ قبیلہ کندہ نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا ہے، اور زیاد بن لبید اور ہاجر بن امیہ کا سخت محاصرہ کر لیا ہے۔ اس خط کو پڑھتے ہی ترمیم کا رخ کرو اور سرکشوں کی مناسب سرکوبی کرو۔ جو مکی باشندے تمہارے ساتھ جانا پسند کریں اور راستہ میں جن جن قبیلوں سے تمہارا گذر ہو ان کو ساتھ لیتے جاؤ۔“ فتوح اعظم ص ۱۲۱، ناسخ التواریخ ۲ / قسم دوم / ۱۲۳۔

اعظم نے یہ نہیں بتایا کہ جب یہ خط عکرمہ کو ملا تو وہ کہاں تھے۔ طبری کے رادیوں یعنی سیف بن عمرو ان کے شیوخ کی رو سے عکرمہ ان گیارہ سالاروں میں سے ایک تھے جن کو ابو بکر نے مرتدوں کی گوشمالی کے لئے جزیرہ نما عرب کے مختلف حصوں میں بھیجا تھا۔ قارئین کو یاد ہو گا کہ عکرمہ کو مسیلہ سے لڑنے پیامہ بھیجا گیا تھا، ان کو حکم تھا کہ پیامہ کی سرحد پر پہنچ کر رک جائیں اور جب مزید فوج شمر حبیل بن حسنہ کی قیادت میں ان سے آئے تب مسیلہ سے جنگ کریں۔ لیکن انھوں نے شمر حبیل کے آنے سے پہلے مسیلہ پر حملہ کر دیا اور شکست کھائی، عکرمہ کی جلد بازی اور شکست نے خلیفہ کو مشتعل کر دیا اور انھوں نے ہمارے جغرافیہ نویس حضرموت میں اس نام کا کوئی دریا نہیں بتاتے، شاید رقص کسی اور لفظ کی مسخ کی ہوئی شکل ہے۔

برہان دہلی

نے وہ پُر عتاب خط لکھا جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور جس میں عکرمہ کو ہدایت کی تھی کہ مدینہ نہ لوٹیں، عُمَان کا رخ کریں اور عُمَان کے خلاف بھیجے ہوئے دو جنروں حذیفہ بن محسن اور عرقیہ بارتی کی پشت پناہی کریں، اور اُن کی مدد سے فارغ ہو کر عُمَان سے ملے ہوئے علاقہ کے مُرتد قبیلوں کو جو مہرہ کے نام سے مشہور تھے، مسلمان بنائیں، پھر حضرموت کو جہاں اُس وقت خیریت تھی چھوڑ کر مین میں داخل ہوں اور وہاں کے باغی شہروں اور دیہاتوں کو راہِ راست پر لائیں۔ طبری کے راوی عکرمہ کی نقل و حرکت خلیفہ کے اس مراسلہ کے مطابق بیان کرتے ہیں، یعنی وہ یَمَامَہ سے پہلے عُمَان پہنچے ہیں عُمَان کی مہم سے فارغ ہو کر قبائل مہرہ میں ارتداد کا خاتمہ کرتے ہیں، پھر حضرموت سے بچتے ہوئے عدن میں داخل ہوتے ہیں، عدن سے وہ جنوبی مین کے شہروں میں اسلام کا بول بالا کرنے روانہ ہوتے ہیں کہ ان کو خلیفہ کا رجسٹر فرمان ملتا ہے کہ حضرموت میں بغاوت ہو گئی ہے وہاں زیاد کی مدد کو جاؤ، اب وہ مشرقی مین کے شہر مارب کا رخ کرتے ہیں اور وہاں ہاجر بن اُمیہ سے جو صنعار سے زیاد کی مدد کو چلے آ رہے ہیں مل جاتے ہیں۔ ہاجر اس قدر فوج لے کر جس کے کھانے چارہ کا پہلی فرصت میں بند و بست ہو جاتا ہے آگے بڑھ جاتے ہیں اور باقی فوج پر عکرمہ کو جانشین بنا دیتے ہیں اور ہدایت کرتے ہیں۔ لہٰذا وہی باقی فوج کی غذا اور چارہ کا انتظام ہو جائے، اُن سے آملیں۔ ہاجر کے آنے سے زیاد کی قوت بڑھ جاتی ہے اور اشعث خود کو کمزور پا کر شجر کے قلعہ میں محصور ہو جاتا ہے، اس محکم کو ہی قلعہ میں تین سڑکیں تین سمتوں سے داخل ہوتی ہیں، ایک سڑک کی کہ بندی زیاد کر لیتے ہیں، دوسری کی ہاجر، تیسری کھلی رہتی ہے، جس سے ہو کر اشعث کے پاس کھانے پینے کا سامان اور رسد آتی رہتی ہے۔ جب عکرمہ کی فوجیں چارہ غلہ کا انتظام کر لیتی ہیں تو وہ بھی ہاجر کی ہدایت کے بموجب شجر کا رخ کرتی ہیں اور وہاں پہنچ قلعے میں داخل ہونے والے تیسرے راستہ کی ناکہ بندی کر لیتی ہیں اشعث کی رسد بند

ہو جاتی ہے اور قلعہ میں غذا کا قحط پڑنے لگتا ہے، مجبور ہو کر اشعث ہتیار ڈالنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ عکرمہ کی فوجی حرکت کا ذکر طبری نے ان خطوط پر کیا ہے اور یہ کافی مربوط ہے۔ لیکن اعثم یا فتوح البلدان بلاذری میں ایسا خاکہ نہیں پیش کیا گیا، جس کی وجہ سے واقعات کے ربط اور عکرمہ کی سرگرمیوں کے تسلسل کا سمجھنا دشوار ہو گیا ہے۔ اکتفار کے راوی عکرمہ کے سلسلہ میں بالکل نئے اکتشاف کرتے ہیں جن کا اگلے خط کے مقدمہ میں ذکر ہو گا۔

۱۷۔ عکرمہ بن ابی جہل کے نام

یہ خط بھی اعثم کوئی کی فتوح سے ماخوذ ہے اور متاخرین میں اس کو ناسخ التواریخ کے مؤلف نے نقل کیا ہے، ناسخ کا مرجع بھی اعثم معلوم ہوتا ہے۔ اعثم نے خط کا سیاق سابق اس طرح بیان کیا ہے کہ جب عکرمہ کو حضرت ابو بکر کا مذکورہ بالا خط ملا، تو وہ دو ہزار سوار لے کر زیاد بن لبید کی مدد کے لئے حضرموت روانہ ہوئے، راستہ کے مسلمان دیہاتوں سے جوان بھرتی کرتے گئے، سرحد میں داخل ہو کر صنعاء پہنچے جہاں اسود غنسی کی چند ماہی حکو کے بعد پھر اسلام کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ یہاں ایک اچھی جمعیت ان کی فوج میں داخل ہو گئی صنعاء سے رخصت ہو کر یمن کے قدیم شہر یارب پہنچے، وہاں دم لے رہے تھے، اور بھرتی کا کام بھی جاری تھا کہ عمان کے پایہ تخت دبا کے رئیسوں کو معلوم ہوا کہ عکرمہ بنو کنندہ کی خبر لینے اور زیاد کی مدد کرنے جا رہے ہیں، ان کو یہ بات ناگوار ہوئی، اعثم نے ناگواری کی کوئی وجہ نہیں بتائی، ممکن ہے ان رئیسوں کا بنو کنندہ کے سرداروں سے کوئی معاہدہ ہوا ہو، انھوں نے کہا: ہم عکرمہ کی وہ تواضع کرتے ہیں کہ بنو کنندہ کو بھول جائیں گے، وہ باغی ہو گئے دبا میں اُس وقت خلافت کی طرف سے حذیفہ بن عمرو (حذیفہ بن محسن۔ طبری ۳/۲۶۳، حذیفہ بن یمان ازدی۔ اکتفار ص ۲۶۷) محصل صدقات تھے، گو اعثم نے تصریح نہیں کی پر دوسرے ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ حذیفہ ان عربوں کے ساتھ

جو اسلام پر قائم رہے، عُمان میں کسی محفوظ جگہ روپوش ہو گئے، انھوں نے مرکز کو دبا کی بغاوت سے مطلع کیا، ابو بکرؓ نے ذیل کا فرمان عکرمہ کو بھیجا :-

”واضح ہو کہ اہل دبا نے بغاوت کر دی ہے، زیاد کے پاس جانے سے پہلے تم اُن کی اچھی طرح خبر لو، ان کی گوشمالی کرنے میں ذرا کوتاہی نہ کرنا، جب تم کو فتح نصیب ہو تو ان کے (یعنی ان کے مردوں کے) بیٹریاں ڈال کر میرے پاس بھیجنا، اور خود زیاد بن لبید کی مدد کو چلے جانا، جو کل فوج کے لیڈر رہیں گے، اُن کے صلاح مشورہ سے سرکشوں کو سزا دینا، اور اس کام میں پوری کوشش اور ہمت سے کام لینا، امید ہے خدا تعالیٰ تم کو جہنم موت پر فتح عطا کرے گا، اور بغاوت کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔“ (اعظم ص ۱۲)

اکتفار کے راویوں نے جن کا نام نہیں لیا گیا تصریح کی ہے کہ جس وقت عُمان میں بغاوت کی آندھی چلی اور دبا کے عامل خذیفہ نے مرکز کو اس کی اطلاع دی تو عکرمہ بتالہ میں مقیم تھے، یہی سبب ہے کہ ایک سو ساٹھ میل جنوب میں اس سڑک پر واقع تھی جو یمن کے متعدد شہروں کو ملاتی ہوئی عدن جاتی تھی، مکہ سے بتالہ پہنچنے میں آٹھ دن لگتے تھے طائف سے چھ دن اور یمن کے شہر حبشہ سے ایک دن (معجم یا قوت ۲/۳۵۷، اصطخری ص ۱۲) رسول اللہؐ نے ان کو بنو عامر بن صعصعہ کے زیریں قبیلوں کا محصل زکاۃ مقرر کیا تھا، رسول اللہؐ کی وفات پر حجب وہاں کی فضا خراب ہوئی تو عکرمہ اسلام پر ثابت قدم عربوں کو ساتھ لے کر بتالہ آ گئے، وہاں خلیفہ کی ہدایات کے منتظر تھے کہ ان کو اہل دبا یعنی عُمان کی بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا گیا اور وہ ڈو ہزار فوج لے کر اس جہم پر روانہ ہوئے، اکتفار کے راویوں نے ایک در اسم تصریح کی ہے اور وہ یہ کہ حضرت ابو بکرؓ کی اہل ردہ کے خلاف یہ پہلی جہم تھی جو عکرمہ کی سرکردگی میں روانہ ہوئی تھی۔ (اکتفار ص ۲۶۶)

اعثم کے مذکورہ بالا خط اور اس کے پس منظر سے قاری کے دل میں کسی الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً خط کے مقدمہ میں کہا گیا ہے کہ دبا کے رئیسوں نے کہا تھا کہ ہم عکرمہ کی ایسی خبر لیں گے کہ وہ بنو کندہ اور ان سے جنگ کا خیال تک بھول جائیں گے، اس دھمکی کے بموجب ان کو عکرمہ کے خلاف کارروائی کرنی چاہیے تھی، لیکن انھوں نے عکرمہ کے خلاف کارروائی نہیں کی بلکہ اسلامی حکومت سے باغی ہو گئے۔“

۱۸۔ مہاجرین اُمیہ کے نام

اشعث اور ان کے قبائل کی بغاوت کا حال آپ اعثم کے راویوں کی زبانی خط رقم ۱۲ کے مقدمہ میں پڑھ چکے ہیں۔ سیف نے طبری میں اس بغاوت کا جو ذکر کیا ہے وہ تفصیلاً میں اعثم کے ذکر سے بہت کافی مختلف ہے۔ مرسلہ ذیل سیف نے نقل کیا ہے، اس کا تعلق بھی بنو کندہ کی بغاوت سے ہے، خط کا سیاق و سباق سمجھنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سیف کے پیش کردہ حالات بغاوت کا ملخص یہاں بیان کر دیا جائے :-

جیسا کہ پہلے بیان ہوا بنو کندہ کی بہت سی چھوٹی بڑی شاخیں حضرموت کے مغربی اور وسطی وادیوں اور کوہستانوں میں پھیلی ہوئی تھیں، ان کا سب سے بڑا اور مقتدر قبیلہ ”بنو معاویہ بن کندہ“ کہلاتا تھا۔ اس کی آٹھ نو شاخوں کے نام سہدانی نے صفحہ جزیرہ العرب میں دئے ہیں (ص ۸۷) ان میں بنو حارث بن معاویہ پر اشعث کا براہ راست تسلط تھا۔ اس وقت ان شاخوں پر سات کنڈی رئیس حکمراں تھے جن کو شاہانِ کندہ کی نسل سے ہونے کے سبب اُس وقت بھی ”ملوک“ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ بنو عمرو بن معاویہ یعنی کنڈی رئیسوں کے قبیلوں سے زیادہ بن لبید کے تعلقات زکاۃ کے معاملہ میں رسول اللہ کے عہد ہی سے کشیدہ ہو گئے تھے، کشیدگی کے اسباب کے لئے دیکھئے طبری ۳/۲۷۱) ان لوگوں نے ابوبکر کی بیعت بھی بادلِ ناخواستہ کی تھی۔ ایک دن جب کہ

زیادان سے زکاة کے اونٹ وصول کر رہے تھے، ان کو ایک جوان اونٹ پسند آیا اور انھوں نے اس پر مہر لگوا کر سرکاری گلہ میں داخل کرادیا، یہ اونٹ اس شخص کا نہ تھا جس سے زکاة لی گئی تھی، بلکہ اس کے بھائی کا تھا جس پر زکاة واجب نہ تھی، اس شخص نے کہا میں اپنی طرف سے دوسرا اونٹ دیتا ہوں، میرے بھائی کا واپس کر دو، زیاد سمجھے یہ بہانہ کر رہا ہے، انھوں نے کہا اونٹ پر سرکاری مہر لگ چکی، اب یہ واپس نہیں ہوگا، اس شخص نے چلا چلا کر اپنے قبیلہ کو مدد کے لئے بلایا، قبیلہ کا ایک شیخ آیا، اس نے زیاد سے اونٹ واپس کرنے کی سفارش کی پر زیاد نے سفارش نہ مانی۔ وہ شیخ مشتعل ہو گیا اور اپنے چند ساتھیوں کو لے کر گلہ میں گھسا اور اونٹ نکال کر صاحب اونٹ کو دے دیا۔ زیاد نے پرسنل کارڈ کی مدد سے اس شیخ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور اونٹ بھی چھین لیا۔ بستی میں ایک بھل چم گئی، بنو معاویہ نے شیخ کا پارٹ لیا، حمیر اور سکون کے قبیلوں نے زیاد کا۔ بدامنی کی فضا پیدا ہو گئی۔ دونوں فرقہ جنگ کی تیاری کرنے لگے، زیاد نے اعلان کیا کہ اگر بنو معاویہ ارادہ جنگ ترک کر کے پرامن ہو جائیں گے تو وہ شیخ اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دیں گے۔ بنو معاویہ نے کہا جب تک شیخ اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑا نہ جائے گا وہ پرامن نہ ہوں گے۔ ایک رات زیاد نے ان پر حملہ کر دیا، ان کے کچھ جوان مارے گئے اور باقی تتر بتر ہو گئے۔ اب زیاد نے شیخ اور اس کے ساتھیوں کو رہا کر دیا۔ چھوٹنے کے بعد ان لوگوں نے زیاد کے خلاف سخت مہم شروع کی اور کہا جب تک زیاد ہمیں ملک میں عافیت نہیں ہو سکتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بنو معاویہ بڑے پیمانہ پر جنگ کے لئے مستعد ہو گئے۔ اور کھلم کھلا زکاة دینے سے انکار کر دیا۔ اس وقت پوزیشن یہ تھی کہ اکثر حمیری اور بعض کنذی قبیلے جیسے (سکارک و سکون) اسلام کے وفادار تھے، بعض جن میں اشعث کا قبیلہ شامل تھا غیر جانب دار یا متذبذب تھے، لیکن بنو معاویہ بن کنذہ کی اکثر شاخیں مخالفت پر کمر بستہ ہو گئیں۔ بنو معاویہ کے چار رئیس بر ملا باغی ہو کر اپنے اپنے

قبیلوں کے ساتھ کوہستانی وادیوں میں چلے گئے۔ اشعث بھی خود کو خطرہ میں گھرا یا کہ
 مع قبیلہ کے اپنی وادی میں محفوظ ہو گئے۔ ایک رات جب کہ بنو معاویہ کے چاروں رئیس
 اور ان کے ہم قوم حالاتِ حاضرہ پر غور کرنے جمع تھے، زیاد نے شیخون کر کے انھیں اور بہت
 سے دوسرے لوگوں کو مار ڈالا، جو بچے بھاگ گئے۔ زیاد ان کے بال بچوں کو قید کر کے
 لوٹ رہے تھے کہ ان کا گذر اشعث کی وادی سے ہوا، عورتوں نے رورود کر اشعث
 سے داد فریاد کی، اشعث کی عصبیت جوش میں آگئی۔ ادھر کنذی رئیسوں کے قتل
 سے سارے کنذی اور کچھ حمیری قبیلوں میں غصہ اور انتقام کی آگ بھڑک گئی، جو کنذی
 قبیلے متذبذب تھے وہ بھی اشعث کے ساتھ ہو گئے، اشعث کی قوت بہت بڑھ گئی
 زیاد نے یہ دیکھ کر ہاجر بن امیہ کو مدد کے لئے ارجنٹ خط بھیجا ہاجر بن امیہ کا قلع قمع
 کر کے حمز موت کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جب وہ آگئے تو اشعث سے جنگ چھڑی،
 اشعث ہار گئے۔ وہ اور ان کے ساتھی بھاگ کر خیر کے کوہستانی قلعہ میں پناہ گیر ہوئے۔
 جب اشعث اور ان کی فوجیں قلعہ بند ہو گئیں تو زیاد اور ہاجر نے بنو کنذہ کے باغی قبیلوں
 کی سرکوبی کے لئے رسالے بھیجے، بہت سے کنذی مارے گئے اور ان کے گاؤں لوٹ لئے
 گئے۔ اشعث اور دوسرے محصور کنذی رئیسوں کو جب ان حوادث کا علم ہوا تو انھوں نے
 سر پیٹ لیا، انھوں نے اپنے گیسو کٹوا دئے اور قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے،
 لیکن پھر شکست کھائی، اور دوبارہ قلعہ میں محصور ہو گئے۔ اشعث کی امیدیں ٹوٹ
 چکی تھیں، غذائی حالت نازک ہو چکی تھی، انھوں نے صلح کی پیشکش کی جس کو زیاد نے
 رد کر دیا، اب انھوں نے امان کی درخواست کی، کہ انھیں اور ان کے نو خاندانی عمائد کو
 مع اہل و عیال خلیفہ کے پاس بھیج دیا جائے اور وہ اپنی صوابدید سے جو سزا چاہے دیں،
 یہ درخواست مان لی گئی۔ قلعہ کے سب جوانوں کو قتل کر دیا گیا۔ اس وقت خلیفہ کا یہ
 خط لے کر مغیرہ بن شعبہ وارد ہوئے :-

”میرا خط پڑھ کر دھیان سے میری ہدایات پر عمل کرنا؛ اگر بنو کندہ پر تم کو فتح حاصل ہو تو ان کے جوانوں کو قتل کر دینا اور بال بچوں کو غلام بنالینا، یہ اُس صورت میں جب کہ فتح بزور شمشیر حاصل ہوئی ہو یا وہ اس شرط پر ہتھیار ڈالیں کہ ان کی قسمت کا فیصلہ میری صوابدید سے ہو۔ لیکن اگر تمھاری ان سے صلح ہو تو اس صورت میں قبول کی جاسکتی ہے کہ ان کو جلا وطن کر دو، میں نہیں چاہتا کہ ان لوگوں کو اسلام سے بغاوت کے بعد (چین سے) ان کے گھر اور وطن میں رہنے دوں، میں چاہتا ہوں کہ ان کو اپنی بدکرداری کا احساس ہو اور اپنے کئے کا تقویرا مزہ چکھیں“ (سیف طبری ۲۴۰-۲۴۴، تاریخ یعقوبی لیدن ص ۱۶۹)

اكتفار میں بنو کندہ کی بغاوت کا جو قصہ بیان ہوا ہے اس کے خدو خال سیف کے بیان کردہ خط سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں، تاہم دونوں میں چند بنیادی اختلاف ہیں جن کی طرف اشارہ ضروری ہے۔ سیف کا نقل کیا ہوا خط جو خلیفہ نے مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ مہاجر بن اُمیہ کو بھیجا تھا، آپ نے ابھی پڑھا۔ سیف بتاتے ہیں کہ مغیرہ راستہ بھول گئے تھے اس لئے دیر میں پہنچے، جب کہ اشعث کو امان دی جا چکی تھی اور قلعہ کے جوانوں کو قتل کیا جا چکا تھا، اکتفار کے راوی کہتے ہیں کہ مغیرہ صلح بنجر کے موقع پر خط نہیں لائے بلکہ اُس موقع پر لائے تھے۔ جب بنو معاویہ بن کندہ اور ان کے چار رئیس زیاد سے باغی ہو کر کوہستانی وادیوں میں چلے گئے تھے، اس خط میں ابو بکر نے تاکید کی تھی کہ ان رئیسوں کو قتل نہ کیا جائے، بد قسمتی سے مغیرہ راہ بھٹک گئے اور اتنی دیر میں پہنچے کہ زیاد شیخون کر کے چاروں رئیسوں کو ان کے کوہستانی وادیوں میں مار چکے تھے۔

اكتفار کے راویوں نے ایک اور حیرتناک اکتشاف کیا ہے جو سیف کے نقل کردہ خط رقم ۱۵، کی مکمل تردید ہے، اور وہ یہ کہ حضرت ابو بکر نے بنجر کے محاصرہ کے دوران ٹھیک

بن اوس بن خرمہ کی معرفت زیاد بن لبید کو ایک فرمان بھیجا تھا جس میں تاکید کی تھی کہ محصورین کو قتل نہ کیا جائے بلکہ گرفتار کر کے دربار خلافت بھیج دیا جائے، محصورین کا ستارہ گردش میں تھا، اس لئے ٹھیک کے پہنچنے سے صرف چند گھنٹے پہلے قلعہ کے سات سو جوانوں کی گردن ماری جا چکی تھی۔

سیف بن عمر نے عکرمہ بن ابی جہل کی عسکری حرکت ان خطوط پر دکھائی ہے: بیتہ میں شکست کھا کر وہ (غالباً ہجر اور بحرین کی راہ سے) عمان پہنچتے ہیں، وہاں اسلام کا تسلط دوبارہ قائم کر کے، قبائل مہرہ کے علاقہ میں ارتداد کا قلع قمع کرتے ہیں، وہاں سے فارغ ہو کر حضرموت کے مشرقی ساحل والی سڑک سے ہوتے ہوئے عدن کے مشہور بندر گاہ اور یمن کی آخری حد تک پہنچ جاتے ہیں، وہاں سے شمال کی طرف رخ کرتے ہیں تاکہ صنعاء اور عدن کے درمیان ارتداد کے جو گوشے ہوں ان کو صاف کرتے چلیں اور پھر خلیفہ کی ہدایت کے مطابق مہاجر سے یمن میں وہ جس جگہ ہوں جا کر مل جائیں، عدن سے ابھی نو دس میل چل کر ابین کی منزل پہنچے تھے کہ فرمان خلافت ملا کہ سیدھے زیاد کی مدد کو حضرموت چلے جاؤ، وہ روانہ ہو گئے، دوسری طرف مہاجر خلیفہ کا حکم پا کر صنعاء سے روانہ ہو چکے تھے، مارب کی قدیم بستی میں دونوں کی راہیں ملیں، مہاجر فوج کا ایک حصہ لے کر پہلے چلے گئے، کچھ دن بعد عکرمہ باقی فوج کے ساتھ بخیر میں ان سے جا ملے۔ (سیف - طبری

۴/ ۲۷۱ - ۲۷۵)

اقتدار میں عکرمہ کی سیدھے سے شکست کھانے کا مطلق ذکر نہیں ہے، اقتدار کے راوی ردہ کے وقت ان کو تبالہ میں دکھاتے ہیں، تبالہ تہامہ یمن کا اہم شہر تھا، رسول اللہ نے ان کو سفلی بنی عامر بن صعصعہ پر محصل زکاۃ مقرر کیا تھا، جب ردہ کی دوبارہ پھیلی اور وہاں کے حالات خراب ہوئے تو عکرمہ اپنی فوجی کمزوری کے سبب مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ تبالہ آ کر ٹھہر گئے، اور خلیفہ کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔ تبالہ مکہ سے عدن جانے

والی اس تجارتی شاہراہ پر واقع تھا جو طائف، سحران اور صنعاء سے ہو کر گذرتی تھی، اس کا فاصلہ مکہ سے ایک سو ساٹھ میل بتایا گیا ہے۔ (معجم یاقوت ۲/۳۵۷، صبح الاشیٰ مصر ۱/۲۲۷) یہاں ان کو حکم ملا کہ عُمان کے پایہ تخت دیا جا کر اس بغاوت کو فرو کر س جو عُمان کے بڑے رئیس لقیط ازدی نے کی تھی، عکرمہ جب بغاوت فرو کر چکے تو ابو بکر نے ان کو عُمان کا گورنر مقرر کیا اور وہ دیا (پایہ تخت) میں مقیم ہو گئے۔ زیاد بن لبید کی اشعث سے جیب لڑائی شروع ہوئی اور حضرت موت کے اکثر قبیلے مسلمانوں کے خلاف ہو گئے تو زیاد نے خلیفہ سے مدد مانگی۔ انھوں نے ایک طرف مہاجر کو جو صنعاء میں تھے اور دوسری طرف عکرمہ کو جو دبا میں تھے زیاد کی مدد کے لئے بھیجا۔ دبا کا فاصلہ چونکہ حضرت موت سے بہت زیادہ تھا اور راستہ دشوار گزار، عکرمہ دیر سے پہنچے، نجیر چار دن پہلے فتح ہو چکا تھا (الکتفاء ص ۲۶۹-۲۷۰)

۱۹۔ مہاجر بن امیہ کے نام

نُعمان بن جُون ایک کنندی رئیس تھے، ان کی ایک حسین لڑکی تھی جس کا نام اسماء تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسماء لڑکی نہیں بہن تھی۔ وہ رسول اللہ سے رشتہ کرنا چاہتے تھے۔ رسول اللہ سے ملے اور کہا کہ میں ایک حسین ترین بیوہ سے آپ کی شادی کرنا چاہتا ہوں، اسماء کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا۔ عربوں میں ایک سے زیادہ شادی کرنے کا راج عام تھا۔ قبائلی نظام میں "تعداد" کو خاص اہمیت حاصل تھی، جو خاندان جتنا بڑا ہوتا، اور جو قبیلہ جتنا شلخ در شاخ اور گھنا ہوتا، قبائلی نظام میں اس کی طاقت، رسوخ و خوش حالی اتنی ہی زیادہ ہوتی، چھوٹے خاندان نہ تو اپنے قبیلہ میں معزز سمجھے جاتے، لڑائی یا بیرونی حملہ کے وقت (جن کا خطرہ ہر وقت سر پر منڈلاتا رہتا) اپنی دفاع سکتے۔ تعداد بڑھانے کے لئے تعدد ازواج ضروری تھا، اس کے علاوہ جس شخص کی

ایک سے زیادہ بیویاں ہوتیں، اس کو ایک اجتماعی امتیاز حاصل ہوتا، وہ مالدار سمجھا جاتا، اس کی بات سنی اور مانی جاتی، قبائلی رئیسوں کی اجتماعی حیثیت تعددِ ازواج سے بنائی جاتی تھی، تعددِ ازواج کے معنی تھے کہ اپنے ماتحت قبیلہ کے علاوہ اس کی بیویوں کے سارے خاندان اس کے پیچھے ہیں اور سیر و فی حملہ یا لڑائی کے وقت اس کی مدد کریں گے۔ رسول اللہ کے تعددِ ازواج کا غالب مقصد بھی یہی تھا یعنی اپنی اجتماعی حیثیت بڑھانا، اور اسلام کی پشت پناہی اور اشاعت کے لئے عزیز و اقارب کا حلقہ وسیع سے وسیع تر کرنا۔

ربیع الاول ۹ھ میں رسول اللہ کی اسماء سے شادی ہو گئی (زُرَقانی سخاۃ ابن سعد) پہلی ملاقات میں رسول اللہ نے اسماء کے جسم پر برص کے داغ دیکھ کر طلاق دے دی، ایک روایت یہ ہے کہ جب اسماء بیاہ کر رسول اللہ کے گھر آئیں تو انھوں نے رسول اللہ سے کہا: ”میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں“، اس قول کا ایک دلچسپ پس منظر بیان کیا گیا ہے، اسماء حسین تھیں۔ اس لئے رسول اللہ کی دوسری بیگموں کو حسد ہوا اور انھوں نے چاہا کہ وہ رسول اللہ کی بیوی نہ بنیں، جب اسماء بیاہ کر آئیں تو ایک بیوی نے کہا: اگر تم رسول اللہ کی چہیتی بننا چاہتی ہو تو جب تمھاری پہلی ملاقات ہو تو کہنا: ”میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں“ رسول اللہ یہ سن کر حیران ہوئے اور صبح کو نعمان سے اس کی شکایت کی۔ نعمان نے اُس کی کوئی معقول یا غیر معقول تردید یا توجیہ کر دی اور لگے اسماء کی خوبیاں بیان کرنے، اسماء کی ایک بڑی خوبی انھوں نے یہ بیان کی کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوتیں۔ رسول اللہ کو یہ بات کھٹکی اور انھوں نے کہا: اگر خدا کی میزان میں اس کا درجہ بلند ہوتا تو کبھی نہ کبھی ضرور بیمار ہوتی“ رسول اللہ نے اسماء کو طلاق دے دی۔ واللہ اعلم بکنہ الاصر وصدق هذه الروایات اصابع، مصر، ۵۶۰/۳، سیرۃ الحلبيۃ علی بن برہان الدین حلبی مصر ۲۱/۳ - ۲۲/۳، طبری ۱۴۹/۳، شرح مواہب اللدنیۃ، زُرَقانی مصر، ۳۱۳/۳، تاریخ ابن اثیر مصر ۱۲۹/۲۔

اس کے بعد ہم نعمان اور اسماء کے حالات سے یکسر بے خبر رہتے ہیں حتیٰ کہ اچانک اسماءؓ میں عدن کے افق پر ابھرتی ہیں اور عکرمہ بن ابی جہل اسلامی فوج کے کمانڈر نعمان اور مہرہ میں ارتداد کی جڑیں کاٹتے ہوئے جب عدن پہنچتے ہیں تو اسماء سے نکاح کر لیتے ہیں۔ نکاح کے بعد عکرمہ زیاد کی مدد کرنے عدن سے یلغار کرتے ہیں اور جب یمن کے مشہور شہر حنظل پہنچتے ہیں تو ان کی اسماء سے پہلی ملاقات ہوتی ہے، ذرا دم لے کر عکرمہ پھر چل پڑتے ہیں اور جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، سبا کے قدیم پایہ تخت مارب میں مہاجرین اُمیہ سے ان کی ملاقات ہوتی ہے جو زیاد کی مدد کرنے صنعاء سے حضرموت چلے جا رہے ہیں، مارب میں عکرمہ کی فوج کے بعض لوگ غالباً صحابی، جن کو اسماء کی رسول اللہ سے شادی اور طلاق کا علم ہوتا ہے عکرمہ کو رائے دیتے ہیں کہ اسماء سے قطع تعلق کر لیں اور فوج کا ایک دوسرا فریق رشتہ کو باقی رکھنے کی تائید کرتا ہے۔ یہ معاملہ اس وقت تک معلق رہتا ہے جب تک نجیر کی صلح نہیں ہو جاتی، اس سے فارغ ہو کر مہاجرین اُمیہ خلیفہ سے اسماء کے بارے میں رجوع کرتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ آیا اسماء سے عکرمہ کا رشتہ برقرار رکھا جائے یا توڑ دیا جائے یہ ہے ذیل کے خط کا سیاق و سباق یا یوں سمجھئے کہ یہ ہے وہ سیاق و سباق جو میری سمجھ میں آیا ہے، ہمارے راویوں نے اس موقع پر سخت ابہام و ایجاز سے کام لیا ہے، قاری پیاسا رہ جاتا ہے اور کئی اہم سوالوں کے اس کو جواب نہیں ملتے۔

”اس کے (اسماء کے) والد نعمان بن جؤن رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور اس کی اتنی تعریف کی کہ رسول اللہ نے (مجبور ہو کر) اسماء کو لانے کا حکم دیا، (یعنی میکہ سے جو مدینہ سے باہر تھا) جب نعمان اسماء کو لے کر مدینہ آئے تو انھوں نے کہا: اسماء کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوتی“ رسول اللہ نے فرمایا: اگر خدا کی میزان میں

وہ اچھی ہوتی تو کبھی نہ کبھی ضرور بیمار ہوتی، رسول اللہ نے اس سے منہ موڑ لیا تم بھی موڑ لو، ... طبری - ۳/۲۷۶ -

اس خط سے یہ تو بالکل ثابت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ نے اسمار سے شادی کر لی تھی، صرف اتنا واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ شادی کے لئے تیار ہو گئے تھے اور شاید یہ بھی نعمان اور ان کے قبائل کی تالیفِ قلب کے لئے لیکن نعمان کی زبان سے آخری تعریفی جملہ سن کر انہوں نے شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔

۲۰۔ مہاجر بن اُمیہ کے نام

سیف بن عمر نے اس خط کا سیاق و سباق بیان نہیں کیا، قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ بنجر کے سقوط کے بعد لکھا گیا۔ مسلمانوں نے بنو کندہ کو بری طرح پامال کیا تھا، ان کے بہت سے خاندان تباہ ہو گئے تھے، اور جو لوگ زندہ رہ گئے تھے ان کے دل سخت زخمی اور جذبات انتہائی مشتعل تھے، تلوار اٹھانے کی تو ان میں ہمت نہ تھی، زبان چلا کر دل کا غبار نکال سکتے تھے۔ مہاجر کے سامنے مختلف اوقات میں دو ڈومئیاں لائی گئیں، ایک نے رسول اللہ کی بُرائی میں شعر گائے تھے، دوسری نے مسلمانوں کی مذمت میں، مہاجر نے پہلی کا ہاتھ کٹوا دیا اور سامنے کے دانت اکھڑا دئے، حضرت ابو بکر کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے یہ مراسلہ بھیجا:

”مجھے اُس سزا کا علم ہوا جو تم نے رسول اللہ کی بُرائی میں شعر گانے والی عورت کو دی ہے، اگر تم یہ سزا نہ دے چکے ہوتے، تو میں یقیناً تمہیں اس کے قتل کا حکم دیتا، انبیاء کے خلاف جرم کی سزا عام لوگوں کے خلاف جرم کی سزا برابر نہیں ہے، اگر کوئی مسلمان نبی کی توہین و تنقیص کرے گا تو اس کو مرتد کی سزا دی جائے گی، اور یہ جرم اگر کسی معاہدہ سے سرزد ہوگا، تو گویا

اس نے معاہدہ توڑ دیا اور اس سے جنگ کی جائے گی۔“ سیف طبری ۳/۲۷۷۔
 ۲۱۔ دوسرا خط :-

جس ڈومنی نے مسلمانوں کی مذمت میں شعر گائے تھے، مہاجر نے اس کو بھی وہی سزا دی جو رسول اللہ کی ہجو میں شعر گانے والی کو دی تھی، حضرت ابو بکر کو یہ معلوم ہوا تو وہ مہاجر پر سخت برہم ہوئے، رسول اللہ کی بے حرمتی کی وہ سخت سے سخت سزا دینے کو تیار تھے، پر مسلمان کی بے حرمتی کرنے والے کو سخت جسمانی سزا دینا یا اس کا مُثلہ کرنا ان کی نظر میں ظلم عظیم اور انسانیت سے گرافعل تھا، چنانچہ انہوں نے مہاجر کو یہ مراسلہ بھیجا جس میں نصیحت اور عتاب دونوں کی آمیزش ہے :-

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے اُس عورت کا ہاتھ کٹوا دیا اور اس کے اگلے دانت اکھڑا دیے جس نے مسلمانوں کی ہجو میں شعر گائے تھے، (اس سلسلہ میں صحیح طریق کار یہ تھا کہ) اگر ہجو کرنے والی مسلمان ہوتی تو اس کو ڈانٹ پھینکا دیا جاتا اور مُثلہ سے کم سزا دی جاتی، اور اگر ذمیہ ہوتی تو میری جان کی قسم تم جب اس کے شرک جیسے جرم عظیم پر چشم پوشی کر چکے، تو ہجو تو اس کے مقابلہ میں معمولی بات تھی، اگر میں ہجو کی سزا کے بارے میں تم کو پہلے ہدایت کر چکا ہوتا (اور پھر بھی تم وہ سزا دیتے جو تم نے دی) تو تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا، (یعنی معزول کر دئے جاتے، یا مالی تاوان دینا پڑتا) طیش میں آکر کوئی کام نہ کرو، مُثلہ کی سزا نہ دو، مُثلہ سنگین گناہ ہے، اور اسلام سے منحرف کرنے والا تشدد، صرف ”قصاص“ کے لئے مُثلہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔“

.... سیف طبری ۳/۲۷۷۔

۲۲۔ دوسرا نسخہ :-

اس سے ملتا جلتا خط مشہور مورخ مدائنی کی زبانی، انساب الاشراف (مُصَوَّر) میں بلاذری نے بھی نقل کیا ہے۔ مدائنی کہتے ہیں کہ فتحِ نجیر کے بعد ہاجر بن اُمیہ کے پاس ایک ڈومنی لائی گئی جس نے رسول اللہ یا مسلمانوں کی نہیں۔ بلکہ حضرت ابوبکر کی ہجو میں شعر گائے تھے، ہاجر نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا (دانت اکھڑنے کی مدائنی خبر نہیں دیتے) اس واقعہ کی خبر ابوبکر کو پہنچی تو بہت آزرده ہوئے اور ہاجر کو یہ خط بھیجا :-

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک عورت کو پکڑا جس نے مجھے گالیاں دی تھیں، اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا، خدا نے تو شرک جیسے جرمِ عظیم کا انتقام نہیں لیا، مُثلہ کی سزا تو کھلے کفر میں نہیں دی جاتی، خیر تم نے جو کیا ٹھیک کیا؟ (فَفَعَلْتَ حَقًّا وَعَمِلْتَ مِثْلًا) میرے اس خط کے بعد آئندہ ایسے موقع پر طیش سے کام نہ لینا۔ کسی کا مُثلہ نہ کرنا، کیوں کہ یہ سنگین گناہ ہے خدا اہل اسلام (اسلام و اہل) کے اطمینان اور فرطِ غضب سے پاک ہونے کا اعلان کر چکا ہے، رسول اللہ کے ہاتھ ایسے لوگ آئے جنہوں نے انہیں ستایا تھا، ان کو گالیاں دی تھیں، وطن سے نکالا تھا اور جنگ کی تھی، لیکن آپ نے کبھی ان کا مُثلہ نہیں کیا۔“ انساب الاشراف مُصَوَّر جامعہ الدول العربیہ قاہرہ، ۹/۴۹۱۔

۲۳۔ سالارِ انِ رِدّۃ کے نام

۲۳۔

عثمان، یمن، حضرموت وغیرہ میں جب رِدّہ کی وبا ردور ہوئی اور اسلام کا اقتدار دوبا قائم ہو گیا تو ان علاقوں میں سرکاری عہدوں اور انتظام کے لئے عملہ کی ضرورت پڑی اور یہ سوال پیدا ہوا کہ کس کو قبائلی نمائندگی اور سرکاری خدمت سونپی جاتے اور کس کو نہیں،

برہان دہلی

تو اس سلسلہ میں خلیفہ نے ایک عام پالیسی وضع کی اور ذیل کا مراسلہ سارے سالارانِ ردہ کو بھیجا۔

”سرکاری خدمت کے لئے میں ان لوگوں کو سب سے زیادہ مناسب سمجھتا ہوں جو نہ تو خود مرتد ہوئے ہوں اور نہ اُن کا تعلق ایسے لوگوں سے ہو جو اسلام سے منحرف ہوئے ہوں: آپ سب اسی اصول پر عمل کیجئے اور بس ان ہی لوگوں کو مقرب بنائیے اور عہدے دیجئے۔ فوج کے جو مسلمان وطن لوٹنا چاہیں ان کو اس کی اجازت دیجئے اور جو عرب مرتد رہ چکے ہوں ان سے دشمن کی لڑائی میں مدد نہ لیجئے۔“

..... طبری ۳/۲۷۶۔

ماہنامہ اذان کا ادب نمبر

ستمبر ۱۹۵۷ء کے مہینہ میں انشائرسٹڈی پوری آب و تاب کے ساتھ دفتر اذان سرنگر سے شائع ہوگا اس نمبر میں آپ اعلیٰ درجہ کے پرمغز مقالے، پرسوز غزلیں، حقیقت افروز افسانے، اور بنا برہر واقعات تمثیلیں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اذان کا ادب نمبر تعمیر پسند ادب کا بیش قیمت ذخیرہ ہوگا۔

صفحات ۶۴ - قیمت صرف بارہ آنے۔ مستقل خریداروں کو سالانہ چندہ میں۔

آج ہی اذان کا سالانہ چندہ صرف تین روپے ارسال فرما کر یہ خاص نمبر بھی حاصل کریں اور ایک سال تک اذان کا مطالعہ فرمائیں۔ المعلنّٰت مینجر ماہنامہ اذان برزہ سرنگر